

حافظ محمد ابراہیم قانی مدرس دارالعلوم حقانیہ

(خانوادہ مولانا نصیر الدین شیخ الحدیث کا ایک فرد فرید)

علامہ مولانا قطب الدین صاحب غورغشتوی

دادئی چھچھ ضلع الگ کا وہ مردم خیز خطہ ہے جس کی آغوش میں کتنے عظیم رجال اصحاب رشد و ہدایت ارباب زہد و تقویٰ صدر نشینان مسند معرفت و طریقت تاجوران اقلیم علم و آگہی جادہ پیایان تصوف و سلوک اور بادہ نوشان عرفان و ایقان پھلے پھولے۔ اور اپنی زندگی کا دافر حصہ اس بقیعہ نور کے گوشہ خمول میں گزار کر علم و عرفان کے ایسے دریا بہائے کہ آج تک تشنگان علوم و فنون ان سے اپنی تشنگانی کا مداوا کرتے ہیں۔ مولانا عبدالرحمن کالمپوری۔ مولانا سید عبدالشکور جلالوی۔ مولانا قطب الدین۔ مولانا نصیر الدین غورغشتوی مولانا قاضی پوری اور مولانا دامانی جیسے عظیم شخصیات اس سرزمین کے قابل افتخار ابتداء اور باعث ناز فرزند ہیں۔ اس خطہ کے بارے میں استاذ محترم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

”و دامت ارض چمچہ“ موشحہ بازہار العلم والورع ولا زالت متلا لاقہ بجواہر

ثمینہ کا مثال الشیخ قطب الدین الغورغشتی والشیخ الاجل عبدالرحمن البہدی

و مولانا سعد الدین الجلالوی وغیر ذلک من اعلام العلم والفصل

موضع غورغشتی کو علی حلقہ میں وہ مقام حاصل ہے جیسا کہ قرون اولیٰ و وسطیٰ میں بصرہ و کوفہ اور مرقند و بخارا کو حاصل تھا۔ یا ہمارے زمانے میں دیوبند و سہارنپور کو یہ اس لئے کہ یہ بسنتی ایسے با شہادت ہستیوں کا مولد و مدفن ہے جو بیک وقت اقاب الارشاد اور مرکز دائرہ علم و فضل تھے اور جن کا بار احسان تاقیامت علمی دنیا فراموش نہ کر سکے گی۔ ان نفوس قدسیہ میں ایک حضرت علامہ مولانا قطب الدین صاحب غورغشتوی ہیں جن کا تذکرہ پیش خدمت ہے۔

اخلاص ان شط الحیب و دادر و عن تلاقیه و ناءات منازلہ

و فاتکہ ان تبصرہ بعینک فما فاتک منہ شیء فہذی شائلہ

نام نسب | آپ ۱۲۶۰ھ میں حضرت علامہ شہاب الدین کے گھر پیدا ہوئے۔ نھاندانی لحاظ سے آپ کا تعلق پٹھانوں کے قبیلہ کاکڑ سے ہے۔ اس قبیلہ کے افراد قندھار اور بلوچستان میں بکثرت آباد ہیں۔ آپ کے جد امجد محمد شرف خان قندھار سے سلطان محمود غزنوی کے ساتھ ہنود کے خلاف جہاد کے لئے نکلے اور بلوچستان کے علاقہ

پیشین سے ہوتے ہوئے یہاں غور غشتی میں مستقل سکونت اختیار کی کسے معلوم تھا کہ اس چھوٹے سے قریہ میں جو دریائے سندھ کے کنارے آباد ہے۔ آپ کے ورود مسعود سے علم و عرفان کا ایک بحر ناپیدا کنارہ موجزن و تلاطم خیز ہوگا۔ مشیت ایزدی کی نظر انتخاب نے اس دور افتادہ بستی کو اس شرف اکبر اور نعمت عظمیٰ سے سرفراز کیا جس کی وجہ سے قال اللہ و قال الرسول کی صداقل سے فضائیں ارتعاش پیدا ہوا۔ اور ہر جانب حلقہ ہائے درس اور محافل و مجالس ذکر سمجھنے لگے۔ دنیا و مافیہا سے بے خبر اصحاب عزیمت قرون وسطیٰ کی یاد تازہ کرتے ہوئے قطار اندر قطار آن وارد ہوئے۔

انوکھی وضع ہے سارے زمانے سے نزلے ہیں یہ عاشق کو لسی بستی کے یارب رہنے والے ہیں
ابتدائی تعلیم اور زروبی تشریع آدری | ابتدائی کتابیں آپ نے غور غشتی میں اپنے بزرگوں سے پڑھیں اور دیگر علوم و فنون منطق ریاضی حکمت و فلسفہ اصول و عقائد اور فقہ کی تکمیل کے لئے زروبی (ضلع مردان) تشریع لائے۔ یہاں آپ نے حضرت علامہ شاہ سعید صاحب جو کہ علوم عقلیہ و نقلیہ میں مسلم اور استاد کل کی حیثیت رکھتے تھے اور جن کی علمییت کا شہرہ برصغیر پاک و ہند سے یا ہر ایران و خراسان اور مشرق بعید تک پھیلا ہوا تھا سے کتب معقولات و منقولات پڑھیں۔ عرصہ چار سال تک آپ یہاں فروکش رہے۔

اسناد حدیث کے لئے ہندوستان کا سفر | مبایات علوم سے جب فارغ ہوئے تو اسناد حدیث کے لئے ہندوستان کی طرف رخت سفر باندھا۔ اور برصغیر کی مشہور دینی درسگاہ دارالعلوم دیوبند تشریع لے گئے اس وقت حضرت قطب الارشاد رشید احمد گنگوہیؒ دورہ حدیث پڑھا رہے تھے۔ آپ نے ان ہی سے دورہ حدیث پڑھا۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی اور مولانا سیف الرحمن صاحب آپ کے ساتھ دورہ میں شریک وہم درس رہ چکے ہیں۔

تدریس | فراغت کے بعد ریاست مینڈھو (عل گڑھ) میں بحیثیت صدر مدرس آپ کا تقرر ہوا۔ کتب معقول شرح مطالعہ شرح اشارات خیالی۔ ملا حسن و قطبی قاضی اور حمد اللہ وغیرہ آپ کے زیر تدریس رہے۔ مولانا سیف الرحمن مہاجر کابل کے ساتھ آپ کے گہرے مراسم و روابط استوار تھے۔ کیونکہ دونوں نے طالب علمی کا اکثر حصہ ایک ساتھ گزارا تھا۔ زروبی میں اور اس کے بعد دیوبند میں دونوں ہم درس رہ چکے تھے۔ جب مولانا سیف الرحمن صاحب مدرسہ فتح پوری میں مدرس اعلیٰ مقرر ہوئے۔ انہوں نے آپ کو مدرسہ فتح پوری دہلی میں تدریس کی دعوت دی۔ آپ نے ان کی دعوت قبول کی اور مدرسہ فتح پوری تشریع لے گئے۔ مولانا کے آتے ہی مدرسہ کو اطراف و اکناف سے طلبہ کا آنا شروع ہوا۔ اور علمی لحاظ سے سارے ہندوستان میں امتیازی مقام حاصل کیا۔ اسی مدرسہ میں مولانا سیف الرحمن صاحب احادیث پڑھاتے تھے اور حضرت علامہ عقائد و کلام اور

منطق کی کتابیں تدریس فرماتے رہے۔ اثنائے تعلیم مولانا سیف الرحمن صاحب بیمار پڑ گئے جب بیماری ممتد ہوئی تو ان کے حکم و اشارہ سے ان کے اسباق مولانا قطب الدین کے سپرد کر دیے گئے۔ ابھی تک تو طالب علم آپ کے عقائد و معقولات میں یکتائے روزگار سمجھتے تھے۔ اب وہ بحیثیت عظیم اور باکمال محدث کے متعارف ہوئے۔ اور بغیر کسی سابقہ تیاری کے تحقیق مذاہب تفصیل و تحقیق احادیث تفسیر و تطبیق روایات مباحث متن و سند اور وجوہ ترجیح مذہب حنفی پر ایسے فاضلانہ درس دے کہ طالب علم انگشت بدنداں رہ گئے وطن واپس آکر دوبارہ آپ کو مدرسہ فتحپوری بلایا گیا۔ لیکن بعض مجبوریوں کی بنا پر نہ جاسکے۔ بعد ازاں مدرسہ اسلامیہ چکوال ضلع جہلم تشریف لے گئے۔ اور وہاں پر کچھ مدت تک پڑھاتے رہے۔ چکوال کے بعد پیر صاحب مکھڑ شریف کی دعوت پر مکھڑ شریف لے گئے۔ وہاں کافی زمانہ پڑھائی کے بعد مستقل طور پر گاؤں تشریف لائے اور تادم مرگ حسبہ لہڑ پڑھاتے رہے۔

بیعت و تصوف | روحانی فیض آپ نے میاں شیر محمد صاحب شر قیوری سے حاصل کیا اور منازل سلوک و مقامات تصوف کئے۔

من عادی لی ولیاً | حضرت والد گرامی نور اللہ مرقدہ مولانا عبد الحلیم صاحب صدر المدرسین دارالعلوم حقانیہ آپ کے شاگرد رہ چکے تھے۔ انہوں نے ایک دفعہ ایک عبرت انگیز واقعہ سنایا کہ حضرت کی عادت یہ تھی کہ صبح سے لے کر ظہر تک آپ اپنی مسجد میں درس دیا کرتے تھے۔ ظہر کی نماز کے بعد رہٹ تشریف لے جاتے۔ درس تدریس کے ساتھ زمینداری بھی کیا کرتے تھے۔ گرمی کا موسم تھا۔ بارش نہایت زور شور سے برسنے لگی۔ اس وجہ سے آپ رہٹ پر تشریف نہ لے جاسکے۔ جب بارش ختم ہو گئی۔ تو ایک شخص مسجد میں آیا، اور حضرت سے عرض کیا کہ فلاں شخص نے بارانی پانی کا رخ آپ کے کھیت کی طرف موڑ دیا ہے۔ جس کی وجہ سے فصل زیر آب ہو کر تباہ ہو گیا ہے۔ حضرت نے مجھے فرمایا کہ آؤ رہٹ چلیں۔ ہم دونوں رہٹ چلے گئے۔ وہاں پر کیا دیکھتے ہیں کہ فصل بالکل تباہ ہو گئی ہے۔ جب واپس ہوئے تو حضرت نے عصر کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد کسی سے کہا کہ اس شخص کو بلاؤ۔ جب وہ شخص مسجد کے قریب آیا اور جوئے اتارنے لگا تو اسے کھانسی کا شدید دورہ پڑا۔ وہ بیٹھ گیا حتیٰ کہ منہ سے خون بہنے لگا۔ لوگوں نے اسے چارپائی پر ڈالا اور گھر لے گئے۔ مسلسل خون آنے سے وہ مر گیا۔

والد صاحب مرحوم فرماتے ہیں کہ من عادی لی ولیاً فقد آذنتہ بالحرب والا معاملہ اس کے ساتھ کیا گیا۔

کردار و شخصیت | حضرت علامہ خوش اطوار و خوش خوراک پر وقار و باعرب و جہہ شخصیت اور شانہ جاہ و ملکین کے مالک تھے۔ آپ کی موجودگی میں کسی کو بات کرنے کی جرأت نہ تھی۔ درس سے فراغت کے بعد جب گھر تشریف لے جاتے تو راستے میں ہر شخص دست بستہ رک جاتا۔ آپ جیسا جلال و علمی تفوق بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے حیثیت و خوشنودی آپ کے ہر بن موادرک و پے میں سرایت کر گئی تھی۔ بڑے

سے بڑا رتبہ رکھنے والے شخصیت کو درخور اعتناء سمجھتے تھے۔

ایک دفعہ علاقے کا ڈپٹی آپ کے پاس ملاقات کے لئے حاضر ہوا اور ان سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس وقت ڈپٹی کا مرتبہ گورنر سے کم نہ تھا۔ مولانا درس میں مشغول تھے آپ کو اطلاع دی گئی کہ ڈپٹی صاحب ملاقات کے لئے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اب تو میں فارغ نہیں ہوں۔ جب پڑھائی سے فارغ ہوئے تب ان کو ملاقات کی اجازت مل گئی۔

بہت سے معرکوں مقدمات اور خاندانی چپقلشوں کا آپ نے خاتمہ کر دیا۔ ایک شخص پر شاتم رسولؐ ہونے کا الزام تھا۔ حکومت نے اس کو صوبائی کی حوالات میں بند کر دیا۔ اور علماء سے فتویٰ طلب کیا۔ کہ اس شخص کے بارے میں کوئی فتویٰ صادر فرمائیں کیونکہ وہ تائب ہو گیا ہے۔ علماء آپس میں شاتم رسولؐ کے توبہ کے بارے میں مختلف ہوئے مگر اکثریت کی رائے یہ تھی کہ شاتم رسولؐ کا توبہ قابل قبول نہیں اور ایسا بد باطل شخص واجب القتل ہے۔ بہر حال مقدمہ نے سنگین صورت حال اختیار کی۔ فریقین کے درمیان مناظرہ طے ہوا۔ اس مقدمے کا دلچسپ پہلو یہ ہے کہ عوام نے بھی اس مقدمہ میں دلچسپی لی۔ بالآخر علماء کے درمیان فیصلہ کے لئے مولانا قطب الدین صاحب غور غشتی سے بلائے گئے۔ اس دن کھیل میں بے پناہ ہجوم تھا۔ ہر شخص کے دل میں جذبات کا طوفان اٹھ رہا تھا کہ شاتم رسولؐ کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ آخر کار حضرت علامہ کی عبقری شخصیت نے اس عظیم مقدمے کا فیصلہ کر دیا۔ جب تک زندہ رہے کسی فتنہ کو سراٹھانے کی جرأت نہ ہوئی۔

تلامذہ | آپ کا حلقہ تلامذہ نہایت وسیع ہے۔ ایک مختلط اندازے کے مطابق دس ہزار شاگردوں نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا جن میں بعض حضرات کے نام یہ ہیں۔

حضرت علامہ شیخ الحدیث نصیر الدین غور غشتوی رحمہ اللہ۔ یہ عظیم بقیۃ السلف ہستی رشتہ میں حضرت علامہ کے چچا ہیں۔ لیکن آپ ان سے عمر میں بڑے تھے۔ اسی لئے حضرت علامہ بڑے مولانا صاحب اور مولانا نصیر الدین صاحب چھوٹے مولوی صاحب کے نام سے مشہور ہوئے۔

مولانا سمیع الحق صاحب نے ان کے بارے میں بجا طور پر فرمایا ہے کہ ”پوری زندگی قرون اولیٰ کے محدثین کا نمونہ تھی۔ اور جس طرح ہندوستان کی سرزمین میں شاہ ولی اللہ مرحوم نے حدیث نبویؐ کی قندیل روشن کی اسی طرح شمال مغربی سرحدی علاقے اور وسط ایشیا کے بلاد میں جو علی زوال و انحطاط کا شکار ہو چکے تھے۔ حدیث کا غلغلہ حضرت مرحومؒ سے ہوا۔“

۲۔ حضرت مولانا خان بہادر صاحب عرف علامہ مارتونگ صاحب۔ آپ نے مدرسہ فتح پوری دہلی میں کتب معقول حمد اللہ۔ قاضی مبارک۔ میرزا قطبی۔ میرزاہد ملاجلال صدر امیرکلاں۔ تصریح اقلیدس اور سینڈھو (علی گڑھ) میں تشریح اشالات و تشریح مطالع و تشریح جغنی خیالی حضرت علامہ سے پڑھیں۔ اور اجازت حدیث

بھی آپ ہی سے حاصل کی۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔
 پہلے حضرت مولانا قطب الدین صاحب غور غشتی سے دورۂ حدیث پڑھانے کی اجازت لوں۔ اجازت کے
 ارادے سے میں نے حضرت کی خدمت میں حاضری دی۔ اس وقت مولانا طلباء کو موطا پڑھا رہے تھے۔ میں نے
 ان سے اجازت حدیث مانگی۔ انہوں نے مجھے موطا امام مالک دے دی۔ اور پڑھنے کا حکم دیا۔ میں نے جب پہلا
 صفحہ پڑھا تو انہوں نے مسکرا کر کتاب بند کر دی۔ اور فرمایا جاؤ میری طرف سے آپ جیسے آدمیوں کو صحاح ستہ
 پڑھانے کی اجازت ہے۔ کیونکہ یہ ہر انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔

۳۔ حضرت علامہ مولانا عبدالحلیم صاحب زرو بوی۔ آپ نے دورانِ اقامت غور غشتی آپ سے سلیم العلوم۔
 ملا حسن غلام کچی۔ فاضلی امور عامہ خیالی اور نور الانوار وغیرہ کتابیں پڑھیں۔ اور دو سال تک ان سے استفادہ
 کرتے رہے۔ نجی محافل میں اپنے شفیق استاد کا تذکرہ مرے لے لے کر فرمایا کرتے تھے۔

۴۔ حضرت علامہ عبد السلام قندھاری۔ آپ نے حضرت علامہ سے میڈیو (علی گڑھ) میں شرح مطالع۔ شرح
 اشارات خیالی اور شرح چغمنی پڑھیں۔ اور غور غشتی میں بھی کافی عرصہ تک ان کے ساتھ رہے۔

۵۔ مولانا عبد الودود صاحب ہزاروی فاضل دیوبند۔ آپ نے ریاست میڈیو میں آپ سے قطبی اور ملا حسن وغیرہ پڑھیں۔

۶۔ مولانا محمد صدیق صاحب زرو بوی فاضل دیوبند۔ حضرت مولانا شفیع اللہ صاحب بام خیل (مردان) سابق

مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ ۸۔ مولانا عبد الرزاق صاحب شہا ہمنصور (مردان)۔ ۹۔ مولانا عنایت اللہ

صاحب طور (مردان)۔ ۱۰۔ مولانا عبد الیدان ہزاروی۔ ۱۱۔ مولانا قاضی عبد الیدان دامانی کیسل پوری۔ ۱۲۔

مولانا عجیب خان بنوں۔ ۱۳۔ مولانا حبیب الرحمن ریاست دیر۔ ۱۴۔ مولانا عبد الحق پیر زئی چھچھو۔ ۱۵۔ صاحبزادگان

لکھنڈ شریف۔ ۱۶۔ مولانا عبد الغفور ہزاروی۔ ۱۷۔ پروفیسر غلام جیلانی برقی کیسل پور۔ ۱۸۔ مولانا عبد الشکور چھچھو

۱۹۔ مفتی محمد شمس آباد۔ ۲۰۔ مولانا محمد دین بدھو پور۔ ۲۱۔ مولانا عبد الحمی جلالیہ۔ ۲۲۔ مولانا عظیم خان برہ زئی۔

۲۳۔ مولانا غلام ربانی بہبودی۔ ۲۴۔ مولانا حافظ علاؤ الدین نور پوری۔ ۲۵۔ مولانا ضیاء الحق نور پوری

۲۶۔ مولانا محمد سبزوئی نور پوری۔ ۲۷۔ قاضی عبد الجلیل غور غشتی۔ ۲۸۔ مولانا عبد القدوس غازی۔ ۲۹۔ مولانا عبد الکریم

کابل۔ مولانا محمد اقبال الدین چترال۔

وصال | اللہ تعالیٰ نے آپ کو خدمت دین اور تدریس علوم کے واسطے عمر دراز عطا فرمایا تھا۔ لیکن بالآخر

۶ رصفر ۱۳۴۰ مطابق ۱۱ نومبر ۱۹۵۵ء کو ایک سو دس سال کے عرصہ میں رشد و ہدایت کا یہ قندیل اور فانوس

علم و عرفان خاموش ہو گیا۔ فرحما للہ

۱۔ مفصل حالات مامناہ الحق ج ۴ فروری ۱۹۶۹ء اور ج ۱ اپریل ۱۹۷۲ء میں ملاحظہ ہوں۔

۲۔ علمی زندگی۔ مولانا مارٹونگ کی کہانی ان کی اپنی زبانی۔ الحق۔